میر محمد نعمان بدخشی رحمۃ اللہ علیہ
اولین خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

محمد اقبال مجددی☆

Abstract:

Mir Nauman Badakhshi was a prominent disciple and first spiritual successor of Sheikh Ahmed Sirhindi Mujaddid Alif Sani who was an eminent saint of the Naqshbandia order. He was a Hussaini Sayyed. Mir Abdul Hamid was grandfather of Mir Nauman and known as great personality in Tasawwuf and Mir Shamas-ud-Din was his son and he was the father of Mir Nauman Badkhshi. Mir Nauman took the job of purifying the Muslim society of un-Islamic tendencies by sending a number of his disciples in all directions to preach the true Islam. He trained them for having Ittiba-e-Sunnah and follows the examples of the Holy Prophet (ﷺ) and Sunnah in all fields of life. This work was vigorously pursued in Kashmir, India and other neighboring cities. Mir Nauman Badakhshi till the last breath of his life continued with the propagation of Islam and teaching of Tasawwuf.

Key Words:

Prominent, Spiritual Successor, Naqshbandia, Hussaini Sayyed, Purifying, Muslim, Society, Un-Islamic, Tendencies.

☆ سابق صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج، لاہور

حضرت میر محمد نعمان بدخشی حضرت خواجہ باقی باللہ (۹۷۲۔۱۰۱۲ھ/ ۱۵۶۴۔۱۶۰۳ء) کے فیض یافتہ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ/ ۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے اولین خلیفہ اور مکتوب الیہ تھے، ہزار ہا مریدین نے ان سے روحانی تربیت حاصل کی۔

اجداد:

آپ حسینی سید تھے، پورا شجرۂ نسب اس طرح ہے:

''میر محمد نعمان بن میر شمس الدین ملقب بہ میر بزرگ بن میر جلال الدین حسن بن میر عبدالحمید بن صاحب الوقت مولی المرتضیٰ نقیب النقباء فخر النور شمس الدین ملہان بن سعید المغفور محمد ابنِ علی یار بن محمد بن ہادی بن سعید مجد الدین بن ابی علی ابنِ ابی سماع بن زبیر بن حسین بن احمد بن علی ابو عبداللہ احمد بن محمد اعرج بن محمد بن موسیٰ المرقع بن الامام ابو جعفر محمد الجواد بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام ابی عبداللہ امیر المومنین حسین بن امیر المومنین علی الونی ابنِ عم النبی وفاطمۃ الزہرا بنتِ سید الکونین محمد النبی اسلامی العربی الہاشمی علیہ آلہ الف الف صلوۃ۔''(۱)

میر عبدالحمید:

آپ کے پردادا میر عبدالحمید ایک متقی بزرگ تھے، ان تمام بزرگوں کا تعلق افغانستان کے مشہور مردم خیز خطہ بدخشان سے تھا، میر عبدالحمید بدخشاں سے حج کے لیے اور وہاں سے براہِ راست ہندوستان آ کر کشمیر میں مقیم ہو گئے، آپ کشمیر میں اسلام کے مبلغ اول شرف الدین ملقب بہ بلبل شاہ۔ (۲)

(۷۲۷ھ/ ۱۳۲۶ء) کے ہاں حاضر ہوئے، (۳) ادھر خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میرا فرزند میر عبدالحمید تمہارے پاس آیا ہے توقیر کریں تو انہوں نے آپ کو بہت ہی احترام سے رکھا اپنی دختر نیک اختر سے نکاح کر دیا، (۴) خواجہ محمد ہاشم کشمی (۵) اور ملا بدر الدین سرہندی (۶) نے لکھا ہے کہ سید بلبل شاہ میر عبدالحمید کے اجداد میں سے تھے لیکن خاندانی روایت میں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ ان کے مکہ مکرمہ سے کشمیر میں ورود اور سید بلبل شاہ کا اپنی دختر سے عقد کا ذکر ملتا ہے ہم نے اس روایت کو خاندانی روایت کے باعث ترجیح دی ہے۔ میر عبدالحمید کشمیر میں ہی مقیم ہو گئے ان کا وہیں وصال ہوا اور مدفون بھی وہی ہیں۔ (۷) گویا اس طرح سید بلبل شاہ کشمیری میر محمد نعمان بدخشی کے جد مادری ہو گئے۔

میر عبدالحمید کی اولاد میں سے ایک صاحبزادے میر جلال الدین تھے، ظاہر ہے کہ ان کی ولادت کشمیر میں ہی ہوئی ہو گی۔ موصوف علماء اتقیاء (۸) میں شمار کیے جاتے تھے۔ (۹)

میر شمس الدین بدخشی انہی کے فرزند گرامی تھے جن کے صاحبزادے حضرت میر محمد نعمان بدخشی تھے۔

میر شمس الدین بدخشی معروف بہ میر بزرگ:

معلوم ہوتا ہے کہ اپنے والد میر عبدالحمید کے وصال کے بعد ان کے فرزند میر جلال الدین کشمیر سے واپس اپنے آبائی خطہ بدخشان چلے گئے اور وہیں توطن اختیار کرلیا، بدخشان کے مضافاتی قصبات میں سے ایک مشہور علاقہ کشم (۱۰) ہے، جہاں امیر جلال الدین کے ہاں ایک فرزند میر شمس الدین متولد ہوئے (۱۱) اور وہیں ان کی پرورش بھی ہوئی۔ (۱۲)

خاندانی تذکرہ مفتاح العارفین میں میر بزرگ کا نام میر شمس الدین محمد یحییٰ مکی ثم ہروی ثم بدخشانی چشتی درج ہے (۱۳) گویا موصوف خود یا ان کے والد گرامی پہلے مکہ مکرمہ پھر ہرات اور آخر میں بدخشان میں رہے، میر بزرگ عالم عامل اور متقی تھے علوم اسلامیہ کے علاوہ جفر اور تکسیر میں بھی مہارت رکھتے تھے، وہ مسلک حنفی کے پیروکار تھے۔ (۱۴)

میر بزرگ کو سلسلہ عشقیہ (شطاریہ) کے ایک صوفی سے عقیدت تھی، جو جوتا فروش تھے، شیخ بدرالدین سرہندی نے کتاب سنوات الاتقیاء میں ان کی بعض کرامات بیان کی ہیں (۱۵) میر بزرگ کو انہی موزہ دوز صوفی سے خلافت بھی حاصل تھی۔ (۱۶)

میر بزرگ کو حضرت قاسم شیخ کرمینی (۱۷) سے بھی بڑی عقیدت تھی (۱۸) جو حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے خلیفہ مولانا نوری خراسانی اور مخدوم اعظم مولانا خواجہ احمد کاسانی کے فیض یافتہ تھے۔ میر بزرگ نے اپنی ایک کتاب میں شیخ قاسم کرمینی کا نام سنہری حروف میں لکھا جب انہوں نے وہ کتاب دیکھی تو فرمایا کہ رب کریم تمہیں بھی اتنی ہی عزت دے جو تم نے اس فقیر کو دی ہے۔ (۱۹) کابل کا حاکم مرزا محمد حکیم (ف ۹۹۳ھ/ ۱۵۸۵ء) جو علماء وصوفیہ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا آپ کو بہت ہی محبت بھرا خط لکھ کر کابل آنے کی دعوت دی، (۲۰) خاندانی ماخذ مفتاح العارفین میں ہے کہ آپ تنہا کابل گئے تو مرزا حکیم نے اپنی دختر کے ساتھ نکاح کی پیش کش کی تو آپ وہیں کابل میں ہی مقیم ہو گئے۔ (۲۱)

مرزا محمد حکیم کے انتقال کے بعد اکبر بادشاہ نے کابل کی نگرانی کے لیے مشہور ہندو راجہ مرزا مان سنگھ کو بھیجا اور پھر جلد ہی کابل اس کی جاگیر میں دے دیا گیا (۲۲) جس سے میر بزرگ بہت دل برداشتہ ہوئے اور اپنی موت کی دعا کی جو قبول ہوئی اور آپ کا ۹۹۴ھ کو وصال ہوگیا۔ (۲۳) وہیں کابل میں دفن کیے گئے۔ (۲۴)

ہمیں اس وقت تک یہ بات مصدقہ طور پر معلوم نہیں ہے کہ میر بزرگ نے میرزا حکیم کی اپنی دختر کے آپ کے عقد میں دینے کی جو پیش کش کی تھی وہ آپ نے قبول کی یا نہیں، خاندانی روایت میں صرف پیش کش کا ذکر ہے۔ (۲۵)

جب کہ شواہد اس کے برعکس ہیں کہ مرزا محمد حکیم کی بیٹی کابلی بیگم، مرزا شاہ رخ بن مرزا ابراہیم بن مرزا سلیمان (والی بدخشان) کے عقد میں تھی، مرزا شاہ رخ کا ۱۰۱۶ھ/ ۱۶۰۷ء کو اجین میں انتقال ہو گیا تھا جب کہ میر بزرگ کا انتقال تو ۹۹۴ھ کو ہوا، ممکن ہے یہ مرزا محمد حکیم کی کوئی دوسری بیٹی ہو جس کے ساتھ عقد کی پیش کش ہوئی یا میر بزرگ کے انکار پر کابلی بیگم مرزا شاہ رخ کے نکاح میں آئی ہو۔

میر بزرگ کے اس رسالہ کی تفصیلات بھی نہیں ملتیں جس میں انہوں نے اپنے مرشد شیخ قاسم کرمینی کا نام سنہری حروف میں لکھا تھا، ممکن ہے یہ رسالہ انہوں نے اپنے شیخ کے مناقب و معارف پر تالیف کیا ہو۔

میر بزرگ کی اولاد:

میر بزرگ کے چار فرزند تھے، انہوں نے عہد کیا تھا کہ میرے ہاں جو بھی بیٹا ہو گا اُسے نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی سے موسوم کروں گا چنانچہ ان کے فرزندوں میں جلال الدین محمد، سعد الدین محمد اور ضیاء الدین محمد ہوئے، میر محمد نعمان خود بیان کرتے ہیں کہ میری ولادت کا وقت تھا اور میری والدہ تین چار ماہ کے حمل سے تھیں تو میرے والد نے خواب میں حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو دیکھا جو فرما رہے تھے کہ تمہارے ہاں فرزند تولد ہو گا اس کا نام میرے نام پر رکھنا، چنانچہ جب میں پیدا ہوا تو میرا نام محمد نعمان رکھا گیا۔ (۲۶)

میر بزرگ کے فرزند کلاں میر جلال الدین محمد پہلے ہی حضرت خواجہ باقی باللہ سے منسلک تھے اور جب حضرت خواجہ امکنہ سے خلافت یاب ہو کر دہلی میں قلعۂ فیروزی کی جامع مسجد میں مقیم اور دعوت و ارشاد میں مصروف ہوئے تو میر جلال الدین، وہاں کی جامع مسجد کے خطیب و امام تھے، وہ بھی حضرت خواجہ کی خدمت میں بیعت ہوئے موصوف اپنے جد مادری میر بلبل شاہ کشمیری کی طرح بہت ہی خوش الحانی سے قرأت کرتے تھے کہ سامعین پر رقت طاری ہو جاتی تھی، انہوں نے ہی میر محمد نعمان کو حضرت خواجہ سے منسلک ہونے کی ترغیب دی تھی۔ (۲۷) میر جلال الدین محمد سمرقندی، حضرت خواجہ سے خلافت یاب تھے اور ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۷ء کو ان کا وصال ہوا۔ (۲۸)

میر محمد نعمان بدخشی:

میر محمد نعمان بدخشی کے مرید و ہم وطن خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکھا ہے کہ ہمارے مرشد کی سمرقند میں حدود ۹۷۷ھ/ ۱۵۶۹ء کو ولادت ہوئی، (۲۹) شیخ بدر الدین سرہندی اور میر محمد نعمان کے فرزند میر عبد الفتاح نے بھی یہی سنہ دیا ہے، ''شیخ جنید'' مادۂ تاریخ ولادت ہے۔ (۳۰)

میر محمد نعمان نے سمرقند کے علمی ماحول میں پرورش پائی، بچپن سے ہی طبع عالی روحانیت کی طرف راغب تھی فرماتے ہیں: فقراء کی خدمت میں جا کر مراقبات کرتا جس سے ''فکر و حیرت'' کا مجھ پر غلبہ رہنے لگا، نوجوانی میں ہی بلخ کے بزرگ امیر عبداللہ بلخی عشقی کی خدمت میں گیا تو ان کی بشارت نے انابت کی (۳۱) حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ بھی اپنے ایامِ طلب شیخ میں انہی حضرت امیر عبداللہ بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان سے مصافحہ کرتے ہی ایسی نعمت غیر مترقبہ حاصل ہوئی کہ جس کی برکات کے متعلق آپ نے لکھا ہے کہ تا قیامت رہیں گی (۳۲) اسی ''طلب'' میں میر محمد نعمان ہندوستان آئے تو حضرت خواجہ کی طرح تلاش شیخ میں پھرتے رہے اور ''وفور شوق'' میں کئی درویشوں سے ملے۔ پھر خوش نصیبی اور توفیق الٰہی سے آپ کی حضرت خواجہ باقی باللہ سے ملاقات ہوگئی تو پھر سب کچھ وہیں مل گیا۔ (۳۳)

اس سے پہلے میر محمد نعمان نے حاجی عبدالرحمٰن رمزی بدخشی سے مصافحہ کیا تھا جو کہ شیخ سعید معمر حبشی کی وساطت سے حضور نبی اکرم ﷺ سے واصل ہوتا ہے، یہ مصافحہ حضرت خواجہ باقی باللہ، حضرت مجدد الف ثانی، شیخ یعقوب صرفی کشمیری، حاجی محمد خبوشانی، شیخ تاج الدین سنبھلی اور خواجہ حسام الدین احمد نے بھی کیا تھا۔ (۳۴)

ملازمت:

آپ کے فرزند میر عبدالفتاح نے لکھا ہے کہ جب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ذکر و مراقبہ نقشبندیہ کی تلقین کی، فرمایا:

> ''من دراں زمان نوکر بادشاہ بودم وحضرت اخوی اعزی مظہر جود و کرم میر جلال الدین ہمیشہ می فرمودند کہ بابا مارا تو چشم داشت دیگر بود و تو خود را بحرک دنیا الودہ چوں من مرید حضرت خواجہ شدم، بخدمت اخوی آمدہ عرض نمودم کہ الحال ترک نوکری کردہ ام ایشاں بسیار خوش وقت شدند۔'' (۳۶)

شیخ بدرالدین سرہندی نے جنہیں میر محمد نعمان کی خدمت میں مصافحہ مذکورہ کی سعادت بھی حاصل تھی لکھا ہے کہ:

> ''خدمت میر ترک نوکری وعلائق دنیوی نمودہ۔۔۔'' (۳۷)

یہاں دونوں تذکرہ نویسوں نے نوکری کی نوعیت نہیں بتائی، آپ کی یہ ملازمت چونکہ حضرت خواجہ باقی باللہ (ف ۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۳ء) کے حین حیات تھی اس لیے بلا تردد کہا جا سکتا ہے کہ ''نوکر بادشاہ'' سے مراد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ (۹۶۳۔ ۱۰۱۴ھ/ ۱۵۵۶۔ ۱۶۰۵ء) ہی ہے، بظاہر اکبر کی ملازمت سے چھٹکارہ حاصل

کرنا بہت مشکل تھا، حضرت خواجہ کے خلیفہ وخادم خاص خواجہ حسام الدین احمد (ف ۱۰۴۳ھ/ ۱۶۳۳ء) نے جس طرح ملازمت سے علیحدگی اختیار کی اور ان کو اس سلسلہ میں حکومتِ وقت کی طرف سے جو صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں ان کا ذکر ہم تفصیل سے زاد المعاد میں کر چکے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد نعمان کسی بڑے اور قابلِ ذکر عہدہ پر فائز نہیں تھے جس کا ذکر کتب تاریخ میں نہیں کیا گیا (۳۸) تاہم میر صاحب نے وہ ملازمت ترک کر دی اور اپنے بھائی میر جلال الدین کی طرح کثیر اہل وعیال و متعلقین سمیت حضرت خواجہ کے حضور حاضر ہو گئے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے وصال ۱۰۳۴ھ اور پھر شاہ جہان کی تخت نشینی ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۷ء کے بعد میر محمد نعمان نے شاہ جہان کے اصرار پر اکبر آباد آگرہ کی صدارت کا منصب قبول کر لیا تھا، انہوں نے ایک معاملہ میں میر ابو العلاء نقشبندی (ف ۱۰۶۱ھ/ ۱۶۵۱ء) کو اپنے دربار میں بھی طلب کیا تھا (کیفیت العارفین ۱۰-۱۱) جہاں انہیں باطنی کشائش کا پورا ادراک ہونے لگا، اس دوران حضرت خواجہ سے وابستہ ایک امیر (منصب دار) نے حضرت خواجہ کے فقراء کے لیے روزینہ مقرر کرنے کی پیش کش کی تو حضرت خواجہ کے مریدین میں سے کسی نے کہا کہ میر محمد نعمان اپنے کثیر متعلقین کے ساتھ فقر وفاقہ وتنگ دستی میں مبتلا ہیں ان کا روزینہ بھی مقرر کروا دیں لیکن حضرت خواجہ نے فرمایا نہیں نہیں انہیں دنیا کے اس ''چرک'' میں ملوث نہیں کرنا چاہتا جسے سن کر آپ خوش ہوئے اور اسی حالت میں صبر وتوکل کے ساتھ گزر بسر کرتے رہے۔ (۳۹) اسی اثنا میں ۱۰۰۸ھ/ ۱۶۰۰ء) کو حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی حضرت خواجہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور پھر جلد ہی حضرت خواجہ نے مریدین کی تعلیم وتربیت ان کے سپرد کر دی اور خود گوشہ نشین ہو گئے، تمام مریدین کو حکم دیا کہ وہ حضرت شیخ کی خدمت میں سرہند جا کر سلوک کی مشق کریں، اس پر میر محمد نعمان کو تردد ہوا اور آپ حضرت شیخ کی خدمت میں نہ گئے، جس پر حضرت خواجہ نے حضرت شیخ کی بہت تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھ جیسے ہزاروں ستارے اس آفتاب میں گم ہیں۔ تاہم آپ نے فرمایا کہ میر اگر نہیں جانا چاہتے تو انہیں میرے پاس ہی رہنے دیں، جہاں آپ کو خواجہ حسام الدین احمد کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی اور آپ کو ایک شب جب کہ حضرت خواجہ سخت علیل تھے رات جاگ کر گزارنے کا موقع بھی نصیب ہوا جس پر آپ فخر کرتے رہے، حضرت خواجہ کے وصال کے بعد آپ حضرت شیخ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوئے اور تکمیل کی۔

حضرت مجدد الف ثانی کے حضور:

میر محمد نعمان نے خود اپنے فرزند میر عبدالفتاح سے بیان کیا تھا کہ جب حضرت خواجہ نے اپنے تمام مریدین کو سرہند جانے کا حکم دیا تو میں "ہم پیرگی و رعونتہای نفس" سرہند شریف نہ گیا تو حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میر نہیں جانا چاہتے تو نہ جائیں انہیں میرے پاس رہنے دیں۔ (۴۰)

حضرت خواجہ نے میر محمد نعمان سے فرمایا کہ میاں شیخ احمد ایک ایسے آفتاب ہیں کہ جن میں ہم جیسے ہزاروں ستارے گم ہیں، اور اولیائے متقدمین میں ان کی مثال کہیں کہیں ہی ملے گی۔ (۴۱) حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۳ء) کے بعد جب حضرت مجدد الف ثانی دہلی آئے تو انہوں نے حضرت کو ایک عریضہ لکھا جس میں اپنی شکستہ دلی، غریبی، بے نصیبی اور بے استعدادی کا ذکر کر کے عرض کیا کہ میرے پاس اس کے سوا کوئی اور وسیلہ نہیں ہے کہ میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ مجھ پر رحم فرمایئے، میر صاحب کا یہ رقعہ پڑھ کر آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ میر صاحب بیدل نہ ہوں ہمارے حضرت خواجہ حاضر ہیں ان شاء اللہ بہتر ہوگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت خواجہ کے اصحاب میں سے میر صاحب کو ہمارے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ (۴۲) اس طرح آپ نے میر صاحب کو اپنے اہلِ ارادت میں داخل کر لیا اور انہیں اپنے ساتھ دہلی سے سرہند لے گئے جہاں وہ کئی سال آپ کی خدمت میں رہے۔ (۴۳)

اس دوران حضرت مجدد الف ثانی پر ایسا ضعف طاری ہوا، معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا آخری مرض ہے اور اسی میں آپ کا وصال ہو جائے گا، آپ کو اس حالت میں یہ بھی کشف ہوا کہ خواجگانِ نقشبندیہ کی جو امانتیں میرے پاس ہیں انہیں کسی کو القا کر دی جائیں، جس پر آپ نے توجہ فرمائی تو صرف دو اصحاب اس کے اہل معلوم ہوئے اول آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق اور دوم میر محمد نعمان بدخشی، چنانچہ آپ نے وہ امانت ان حضرات کے سپرد کر دیں، جن سے ان دونوں حضرات نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق افاضہ کیا، رب کریم کے فضل سے اس کے بعد حضرت کو صحت کاملہ نصیب ہوئی، تو آپ نے فرمایا کہ ضعف کے دوران ان نسبتوں کے دوسروں کو عطا کیے جانے کا راز یہ معلوم ہوا کہ بعض "معاملات و مقامات" مجھے اسی وقت حاصل ہوتے جب میں وہ نسبتیں تم کو دے دیتا۔ (۴۴)

میر صاحب کا روحانی معاملہ ہمیشہ ترقی پذیر رہا، سلوک کی تکمیل کے بعد آپ کو حضرت مجدد الف ثانی نے ۱۰۱۸ھ/ ۱۶۰۹ء کو دعوت و ارشاد کے لیے دکن کے مشہور روحانی شہر برہانپور بھیجا۔ (۴۵) خواجہ محمد ہاشم کشمی

نے لکھا ہے کہ آپ کو دو مرتبہ برہان پور مرخص کیا، جہاں آپ کا سلسلہ دعوت کامیاب نہیں ہوا کیوں کہ وہاں دو صوفی بزرگ شیخ محمد بن فضل اللہ برہانپوری (ف ۱۰۲۹ھ / ۱۶۲۰ء) اور شیخ عیسی جند اللہ (ف ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۲ء) پہلے ہی مصروف کار اور بڑے صاحب حال وقال بزرگ تھے۔ (۴۶) لیکن جب تیسری بار انہیں برہانپور بھیجا گیا تو بڑی کامیابی ہوئی۔ ان کی صحبت کی تاثیر بہت گرم تھی، طالب مرغ بسمل کی طرح تڑپتے اور بے حال ہو جاتے تھے۔ (۴۷) روانگی سے پہلے انہوں نے اپنا ایک خواب حضرت کی خدمت میں بیان کیا تھا اور اس کی تعبیر پوچھی تھی جو اس وقت معلوم نہیں ہو سکی تھی بعد میں آپ نے اپنے مکتوب میں اس کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ آپ کی تکمیل کی طرف اشارہ تھا، اب امید ہے کہ اس علاقے کے دشت وصحرا آپ کے وجود سے منور ہو جائیں گے۔ (۴۸) حضرت مجدد الف ثانی کے نام اپنے ایک عریضہ میں میر محمد نعمان نے اپنے کثیر تعداد کے مریدین کا ذکر کرتے ہوئے بعض کے احوال بھی تحریر کیے ہیں۔ (۴۹)

جب میر صاحب کے خلاف جہانگیر کے کان بھرے گئے تو اُسے آپ کے مریدین کی کثیر تعداد بھی بتاتے ہوئے کہا گیا کہ اُن کے ایک لاکھ ازبکی سوار مرید ہیں، (۵۰) جس پر جہانگیر نے انہیں دربار میں طلب کیا، بادشاہ کے ساتھ مکالمہ ہوا تو اس دوران آپ کو ہنسی آ گئی جس پر جہانگیر غضب ناک ہو گیا، اس وقت نواب مہابت خان بھی دربار میں موجود تھا اس نے بظاہر جہانگیر کی طرف داری کی جس پر اس نے آپ کو نواب کے حوالہ کر دیا جس پر وہ آپ کو اپنے محل میں لے آیا بہت خاطر داری اور تواضع کی، بادشاہ کو علم ہوا تو وہ نواب سے ناراض ہوا، پھر حکم دیا کہ اس فقیر سے کہو کہ برہانپور سے اُٹھ کر اکبر آباد آ جائے، جس کے حکم کی تعمیل میں آپ اکبر آباد (آگرہ) آ کر مقیم ہو گئے۔ (۵۱) اس کے بعد آپ تا حیات یہیں رہے، یہیں وصال ہوا اور دفن کیے گئے، شاہ جہاں کے زمانہ (۱۰۳۷ھ / ۱۰۶۸ء) میں آپ کو اکبر آباد کا صدر بنایا گیا۔ (۵۲) آپ نے برہانپور سے جاتے ہوئے اپنے خویش (داماد) خواجہ محمد ہاشم کشمی کو اپنا قائم مقام بنایا۔ (۵۳)

میر محمد نعمان بدخشی کی اولاد:

میر صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ''کثرتِ عیال'' کے باعث تنگ دست تھے۔ (۵۴) اور شدتِ فقر و غایت فاقہ میں تھے۔ (۵۵) ہمیں تاحال کسی معاصر ماخذ سے آپ کی اولاد کی پوری تفصیل نہیں مل سکی، تاہم آپ کے ایک فرزند میر عبد الفتاح نے بتایا ہے کہ ہم چھ بھائی اور تین بہنیں ہیں، مفتاح العارفین کی رو سے آپ کی اولاد کا شجرہ اس طرح مرتب کیا جا سکتا ہے۔

میر عبدالحمید (نزیل کشمیر)

میر جلال الدین

میر شمس الدین ملقب بہ میر بزرگ (ف ۹۹۴ھ مولد و موطن کشم)

میر جلال الدین محمد
مرید خواجہ باقی باللہ (مفتاح ۲۴۴ ب)
موصوف کو ان کے جد مادری میر بلبل شاہ کی طرح حسن قرأت کا ملکہ تھا (زاد المعاد ۲۰۹/۴)

سعید الدین احمد
(مرید حضرت مجدد الف ثانی (زبدہ ۲۵۴)

ضیاء الدین محمد

میر محمد نعمان بدخشی (۹۷۷ھ۔۱۰۵۹ھ)
(خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی)

میر ابراہیم (ف ۱۰۷۰ھ)

میر عبدالرحمن) ف ۱۰۷۶ھ) مرید حضرت مجدد الف ثانی
(مفتاح ۲۵۳ ب) مکتوب الیھم ۴۴/۳

میر محمد اسحٰق (ف ۱۰۸۱ھ)
(مفتاح ۲۵۶ الف)

میر عبداللہ مکتوب الیہ ۱۷۹/۱

میر محمد امین بدخشی
مکتوبات ۱۹۰/۱۳۴/۳

میر عبدالفتاح
مؤلف مفتاح العارفین،
مکتوب الیہ حضرت خواجہ محمد معصوم ۲۵/۳

دختر منسوب بہ خواجہ محمد ہاشم کشمی

صفیہ

محمد قاسم بدخشی (جواہر ہاشمیہ ۴۴۔۴۵)

دختر منسوب بہ خواجہ محمد مؤمن جدیلی ۹۹۹۔۱۰۵۳ھ (مفتاح ۲۳۱ ب)

دختر منسوب بہ خواجہ ابراہیم (مفتاح ۲۵۲ الف)

(a) Inscription of Ādil Shāh IV, dated A.H. 997, from Burhanphur (p.54)

PLATE XIX

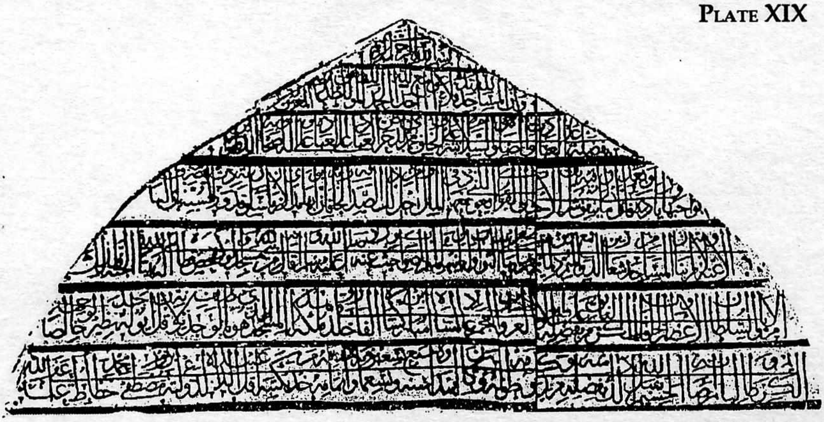

SCALE: ·07

(b) Another inscription of the same king, dated in the same year, from the same place. (p.56)

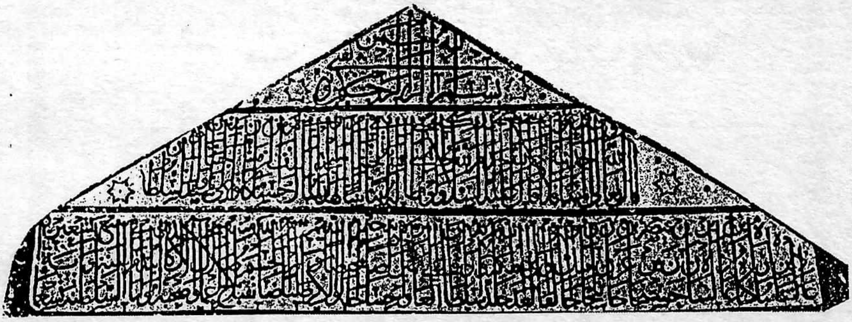

SCALE: ·01

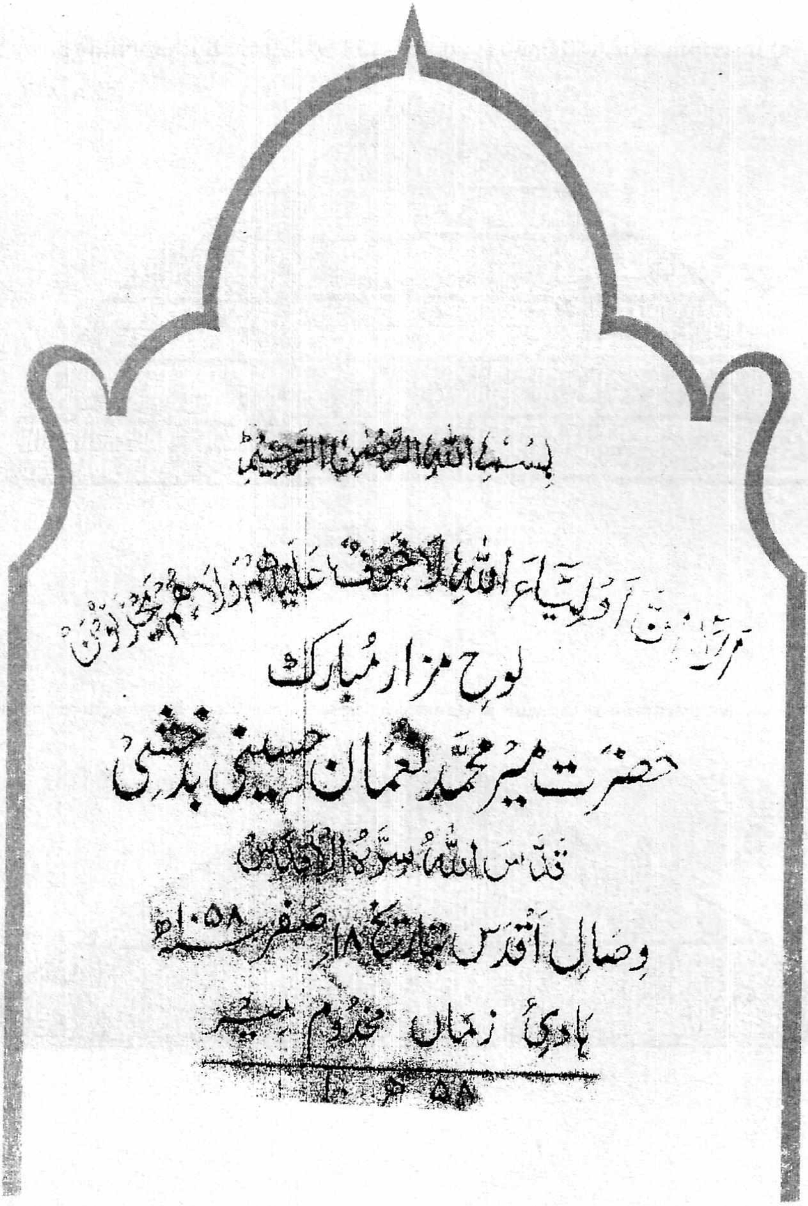
بسم اللہ الرحمن الرحیم
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
لوح مزار مبارک
حضرت میر محمد نعمان حسینی بدخشی
قدس اللہ سرہ الاقدس
وصال اقدس بتاریخ ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ
ہادیٔ زماں مخدوم

میر ابراہیم بدخشی:

کم سنی سے ہی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ شہزادگی میں اس کے ساتھ مصاحب کے طور پر رہتے تھے، میر محمد نعمان کے فرزند بزرگ تھے، ان کا عمل عزیمت پر تھا۔ ۱۰۶۷ھ/ ۱۶۵۷ء کو جب حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادگان حج کے لیے گئے تو میر ابراہیم بھی ان کے ہمراہ بندرگاہ سورت تک گئے، وہاں پہنچ کر ان پر حرمین شریفین کی محبت کا غلبہ ہو گیا۔ تو بادشاہ اور اپنے خاندان سے اجازت لیے بغیر ہی ان کے ہمراہ روانہ ہو گئے، انہوں نے روضۂ نبوی ﷺ پر تخت نشینی کی جنگ میں اورنگ زیب کے لیے دعائیں کیں، جب واپس آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ اورنگ زیب کامیاب ہو کر تخت نشین ہو چکا ہے۔ جب موصوف اُسے مبارک باد دینے کے لیے گئے تو بادشاہ نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا تھا کہ جب میں سلطنت حاصل کر لوں گا تو اہلِ حرمین کے لیے نذر و تحائف بھیجوں گا، تم وہاں سے واقف ہو، لہٰذا ہمارے تحائف و سوغات وہاں کے شرفاء اور شاہ یمن امام اسماعیل کے لیے لے کر جاؤ، جب آپ سلطان کی نذور لے کر یمن کے قصبہ "بریم" پہنچے تو وہاں ان کا انتقال ہو گیا، یہ ۲۷ صفر ۱۰۷۰ھ کا واقعہ ہے۔ (۵۶) انہیں حضرت خواجہ باقی باللہ کے فرزند خواجہ خرد کے ساتھ بڑا اُنس تھا۔ (۵۷)

معاصر مورخ بختاور خان نے نذر کی یہ رقم چھ لاکھ ساٹھ ہزار روپے بتائی ہے جب اورنگ زیب کو ان کے انتقال کی خبر دی گئی اور یہ ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء کے واقعات کے تحت درج ہوا ہے (۵۸) گویا ان کے خاندانی ماخذ مفتاح العارفین میں ۱۰۷۰ھ غلط ہے، مآثر عالمگیری میں ہے کہ انہیں ۱۰۷۰ھ کو اس کارِ خیر کے لیے متعین کیا گیا:

> "میر ابراہیم ولد میر نعمان مغفور برسانیدنِ اجناس شش لک، سی ہزار روپیہ بشرفای مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ زادھما اللہ شرفاً معین شد۔" (۵۹)

لیکن اس کے اگلے ہی سال ۱۰۷۱ھ کو اورنگ زیب کو ان کے وہاں فوت ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے۔ (۶۰) ہمت خان میر بخشی بن میر ضیاء الدین حسین اسلام خان کی دختر ان کے نکاح میں تھی، یعنی میر ضیاء الدین حسین کی پوتی میر محمد نعمان کی بہو تھی۔ (۶۱)

میر عبدالرحمٰن:

حضرت مجدد الف ثانی کے مرید تھے۔ (۶۲) رویت اُخروی کے سلسلہ میں ان کو کچھ شبہات تھے

حضرت مجدد الف ثانی نے ایک مکتوب ''در رفع شبہات منکران رویت اُخروی'' ان کے نام لکھا ہے،(۶۳) میر عبدالرحمٰن کے بھائی میر عبدالفتاح نے ان کے بارے میں کیا خوب لکھا ہے:

''علامہ ومحقق وفہامہ مدقق بودند وتمام عمر در توکل گزراند و مرید شیخ احمد سرہندی اند، صاحب حال باعمل بودند وبعد از تحصیل علوم ظاہری بدرس مشغول گشتند و بخدمت طبع درس می فرمودند و در زمان خود پیش رو خلق بودند وخوش گو وخوش خو بودند و معمور الاوقات و دائم العبادات و در طریقۂ پدران خود بی نظیر بودند، بااہلِ دل نزدیک واز اہلِ دول دور بودند در شب براۃ از نماز مغرب رکعت کردہ بودند کہ برحمت حق پیوستند و در سنہ ہزار وہفتاد و شش وعمر شریف ہشتاد وسہ سال بود، درونِ گنبد والد ماجد خود مدفون گشتند۔''(۶۴)

گویا ۱۰۷۶ھ/ ۱۶۶۵ء کو فوت ہوئے اپنے والد گرامی میر محمد نعمان بدخشی کے حظیرہ اکبرآباد میں دفن کیے گئے۔

میر محمد اسحٰق:

یہ بھی میر محمد نعمان بدخشی کے فرزند تھے، ابتداء میں بادشاہ کے ہاں ملازمت کرتے تھے، اسی لیے ان کے والد اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ نادان مجھ سے کیا چاہتا ہے، غرض اسی حال میں کچھ عرصہ گزر گیا تو ان پر اچانک جذبہ طاری ہوا۔ جو آخری عمر تک قائم رہا۔ ان سے بعض کرامات بھی سرزد ہوئیں، ۴ جمادی الاول روز جمعہ ۱۰۸۱ھ/ ۱۶۷۰ کو رحلت ہوئی اور اپنے والد بزرگوار کے احاطۂ مزار میں دفن ہوئے۔(۶۵)

میر محمد اسحٰق کے یہ حالات ان کے بھائی میر عبدالفتاح نے تحریر کیے ہیں، یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ابتداء میں کس بادشاہ کے ہاں ملازمت کرتے تھے، عہد جہانگیر کی کتبِ تاریخ میں ان کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

میر عبداللہ:

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب میں انہیں میر محمد نعمان کا فرزند لکھا ہے، اور انہیں اس جوانی کو غنیمت جاننے کی نصیحت کرتے ہوئے تحصیلِ علم اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور بتایا کہ ان کے والد چند روز کے بعد ان کے پاس پہنچ جائیں گے۔(۶۶)

اس کے علاوہ ان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔

میر محمد امین:

حضرت مجدد الف ثانی نے ایک مکتوب ان کی والدہ کے نام لکھا ہے اور انہیں ذکرِ الٰہی کی ترغیب اور دنیا کی محبت سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔(۶۷) اسی طرح ایک اور مکتوب میں میر محمد نعمان بدخشی کے ایک فرزند کو اسی قسم کے نصائح کیے ہیں(۶۸) جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا یہ مکتوب انہی میر محمد امین کے نام ہے جو میر محمد نعمان کے فرزند گرامی تھے۔

میر عبدالفتاح:

میر عبدالفتاح نے خود اپنے والد کا نام محمد نعمان لکھا ہے(۶۹) انہوں نے خواجہ محمد معصوم سرہندی کو ''پیر دستگیر'' بتاتے ہوئے آپ کی ایک مجلس میں خود کو حاضر بتایا ہے۔(۷۰) حضرت خواجہ کا ایک مکتوب بھی میر عبدالفتاح کے نام ہے جو ''ادائے لوازمِ طلب گاری'' کے موضوع پر ہے۔(۷۱)

میر عبدالفتاح، صوفیہ کے ایک اہم تذکرہ مفتاح العارفین کے مؤلف ہیں جس میں عرفا کے سال وفات کے اعتبار سے صوفیہ کے حالات نہایت اختصار سے لکھے گئے ہیں، چونکہ مولف خانوادۂ مجددیہ کے افراد سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اس لیے اس تذکرہ میں دوسرے سلاسل کے مقابلہ میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگوں کے زیادہ حالات درج ہیں، میر عبدالفتاح نے اس میں اپنے خاندان، بھائیوں اور بہنوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا پورا خانوادہ حضرات مجددیہ کا حلقہ بگوش تھا۔

مفتاح العارفین میں سال تالیف درج نہیں ہے اس کے آخری اوراق میں ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۴ء تک کے واقعات ملتے ہیں۔(۷۲) اس تذکرہ کا فارسی متن تاحال شائع نہیں ہوا ہے۔ اس کے صرف دو خطی نسخوں کا ہمیں تاحال علم ہے۔(۷۳)

میر محمد نعمان کے ان چھ فرزندوں کے علاوہ تین بیٹیوں کا ذکر بھی ملتا ہے، یعنی:

دختر منسوب خواجہ محمد ہاشم کشمی:

خواجہ محمد ہاشم کشمی، میر محمد نعمان بدخشی کے ہم وطن، مرید اور داماد تھے، ان کی ابتدائی تعلیم سلوک میر محمد نعمان ہی کے ہاں ہوئی تھی، پھر انہی کے حکم پر ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۱ء کو حضرت مجدد الف ثانی کی خدمت میں حاضر ہو کر تکمیل کی، اپنے پہلے شیخ میر محمد نعمان کے نامِ کی نسبت سے وہ اپنے نام کے ساتھ نعمانی لکھتے تھے۔(۷۴)

خواجہ کشمی نے خود لکھا ہے کہ میر محمد نعمان کی صاحبزادی میرے عقد میں ہے، موصوفہ کم سنی سے ہی

حضرت خواجہ باقی باللہ کے حضور لے جائی گئی تھیں اور حضرت کی دعا سے انہیں شفا نصیب ہوئی تھی، یہ دختر عفت مآب مدتوں فیروز آباد دہلی میں حضرت خواجہ سے بیعت ہونے والی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لیے مامور رہیں۔(۷۵) اس خاتون کے بھائی اور میر محمد نعمان کے فرزند میر عبدالفتاح نے لکھا ہے کہ خواجہ کشمی میر محمد نعمان کے داماد ہیں۔(۷۶) ڈھاکہ یونیورسٹی کے مخطوط دیوانِ خواجہ محمد ہاشم کے ایک زائد ورق پر خواجہ کشمی کا سال وفات ۱۰۴۳ھ درج ہے جو قرائن کے قریب معلوم ہوتا ہے۔(۷۷) میر محمد نعمان کی اس دختر نیک اختر سے صرف ایک ہی فرزند خواجہ محمد قاسم اور ایک بیٹی صفیہ تولد ہوئی۔(۷۸)

خواجہ کشمی کئی کتابوں کے مولف تھے جن میں زبدۃ المقامات زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کی تیسری جلد بھی مرتب کی تھی۔

دختر منسوب بہ خواجہ محمد مومن جذبی:

خوجہ محمد مومن جذبی بن خواجہ عبدالرافع سمرقندی نقشبندی، موصوف سمرقند میں ۹۹۹ھ/۱۵۹۰ء کو تولد ہوئے، ان کا نسب والد کی طرف سے شیخ سیف الدین باخزری اور والدہ کی طرف سے خواجہ نورالدین بصیر سے ملتا ہے، خواجہ جذبی کو شاعری کے فن سے بھی بہرۂ کامل نصیب ہوا تھا، موصوف میر محمد نعمان کے خلیفہ وداماد تھے، ۱۰۵۲ھ/۱۶۵۲ء کو وصال ہوا۔(۷۹)

دختر منسوب بہ خواجہ محمد ابراہیم:

سید خواجہ محمد ابراہیم، میر محمد نعمان کے خلیفہ وداماد تھے، انہوں نے ساری زندگی اپنے شیخ کی خدمت و رضا جوئی میں صرف کر دی اور ان کے مزاج میں کمال رسوخ پیدا کر لیا، آخری عمر میں انہوں نے اپنے شیخ سے مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی پڑھے، میر محمد نعمان نے انہیں خلافت دے کر رخصت کیا تھا۔ اپنے اکثر مریدین بھی تربیت کے لیے انہیں کے حوالہ کر دیئے تھے، ۲۳ شوال جمعہ کے روز خطبہ کے وقت ۱۰۷۱ھ/۱۶۶۱ء کو وصال ہوا۔(۸۰)

مریدین وخلفاء میر محمد نعمان:

میر صاحب نے اپنے ایک عریضہ بنام حضرت مجدد الف ثانی میں اپنے مریدین کی کثرت کا ذکر کیا ہے، جس پر حضرت نے بڑی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے انہیں مریدین کی کثیر تعداد پر فخر کرنے سے منع کیا ہے، میر صاحب کو جب تیسری بار برہان پور بھیجا گیا تو ان کی روحانیت میں بڑی حدت پیدا ہو چکی تھی، ملنے

والے اس کی تاب نہیں لا سکتے تھے وہ تڑپنے لگتے، جہانگیر نے بھی آپ کو کثرت مریدین کے باعث ہی آگرہ طلب کیا تھا۔ (۸۱)

آپ کے چھ فرزند تو آپ سے سلوک باطنی کی تعلیم حاصل کرتے ہی رہے تھے آپ کے تینوں داماد بھی آپ کے خلفاء میں شامل تھے۔ (۸۲)

ان کے علاوہ مرزا محمد شریف (ف ۲ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۸ء) بن پیر محمد بن شریف الدین حسین بن شاہ کمال الدین حسین خوارزی، درس و تدریس میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ (۸۳) میر محمد اسحٰق ہراتی بھی میر محمد نعمان کے مرید اور خواجہ محمد مومن جذبی (داماد میر صاحب) کے داماد تھے، انہیں خواجہ محمد سعید سرہندی سے خلافت حاصل تھی۔ ۷ محرم ۱۰۸۳ھ/ ۱۶۷۲ء کو شاہ جہان آباد میں وفات ہوئی وہاں سے ان کی نعش لا کر ان کے شیخ کے قریب دفن کی گئی۔ (۸۴)

حاجی محمد صالح بھی آپ کے مرید و خلیفہ تھے، وہ کم سنی سے ہی میر صاحب کی خدمت میں رہتے تھے۔ اپنی والدۂ محترمہ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا کر حج کروانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی، اکبر آباد میں مسجد وقار کے قریب سکونت تھی، کسی امیر کا روزینہ قبول نہیں کیا، ۱۰۸۶ھ/ ۱۶۷۵ء کو رحلت ہوئی۔ اکبر آباد میں ہی دفن ہوئے۔ (۸۵)

حاجی عبدالرشید حصولِ علم کے بعد میر صاحب کی خدمت میں آئے اور ان کے حکم نہ فرمانے کے باوجود خواجہ محمد ابراہیم (داماد میر صاحب) کی خدمت میں بیعت کی، صاحبزادگان سرہند کے ہمراہ ۱۰۶۷ گ/ ۱۶۵۶ء کو حج کے لیے گئے وہاں علم قراءت میں مہارت حاصل کی اور واپس اکبر آباد آکر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے وہیں ۱۰۹۲ھ/ ۱۶۸۱ء کو رحلت فرمائی۔ (۸۶)

حاجی گدا بھی میر صاحب کے مرید، شہر جہان آباد میں مقیم تھے ان کی عمر سو سال کے قریب تھی، ۶ شوال ۱۰۹۵ھ/ ۱۶۸۴ء کو وفات ہوئی۔ (۸۷)

خود میر صاحب نے اپنے مکتوب بنام حضرت مجدد الف ثانی میں اپنے مریدین خواجہ رحمی، سید احمد اور میر عبداللطیف کا ذکر کیا ہے، اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ میر صاحب کو سلسلہ قادریہ میں بھی اجازت حاصل تھی۔ (۸۸)

میر ضیاء الدین حسین بدخشی مخاطب بہ اسلام خان:

اورنگ زیب عالمگیر کے قدیم ساتھیوں میں سے تھا، شیخ سلیم چشتی کی اولاد میں سے تھا اور ساری عمر اُسی

کے ساتھ صرف کردی، میر محمد نعمان بدخشی سے خاص عقیدت تھی، ۱۰۷۴ھ کو فوت ہو کر انہی کے احاطۂ مزار میں دفن ہوا۔ (۸۹) اس نے میر صاحب کے مزار کے قریب ایک بڑی مسجد بھی تعمیر کروائی تھی۔ (۹۰) اسلام خان فارسی میں شعر کہتا تھا اور اس کا تخلص والا تھا۔ (۹۱)

سالِ وفات:

میر محمد نعمان کے سالِ وصال میں اختلاف ہے، دونوں معاصر تذکرے ''زبدۃ المقامات'' اور ''حضرات القدس'' میر صاحب کے حینِ حیات مکمل ہو چکے تھے۔ مولف ''حضرات القدس'' نے ان کے نام کے ساتھ ''قدس سرہ'' لکھا ہے۔ (۹۲) جو مرحومین کے لیے لکھا جاتا ہے، لیکن اس میں سال وفات موجود ہی نہیں ہے، اس کے بعد میر صاحب کے فرزند میر عبدالفتاح کا تذکرہ مفتاح العارفین (تالیف حدود ۱۰۹۶ء) ہی ایک ایسا ماخذ ہے جس میں ۱۷ صفر ۱۰۵۹ھ/ ۱۶۴۹ء درج ہے۔ (۹۳) جو ہمارے نزدیک معتبر ترین ہے، ان کے ایک اور ہم وطن تذکرہ نویس مرزا محمد بن رستم حارثی بدخشی نے بھی یہی سنہ لکھا ہے، لیکن تاریخِ وفات ۱۸ صفر دی ہے۔ (۹۴) میر صاحب کے مزار پر جو کتبہ نصب ہے (۹۵) اس پر ۱۸ صفر ۱۰۵۸ھ اور مادۂ تاریخ:

''ہادئ زمان مخدوم میر'' ۱۰۵۸ء لکھا ہوا ہے، اگر اس مادہ میں ہادئ زمان کے ہمزہ کا ایک عدد شمار کر لیا جائے تو یہ صحیح طور پر ۱۰۵۹ھ بن جائے گا، جو درست ہے۔ لگتا ہے کہ کتبہ نصب کرنے والے کو یہ بات معلوم نہیں تھی۔ میر عبدالفتاح نے لکھا ہے کہ ہمارے والد کو ان کی تعمیر کردہ مسجد کے صحن میں دفن کیا گیا، میر ضیاء الدین مخاطب بہ اسلام خان نے میر صاحب کا مزار تعمیر کروایا (۹۶) اور اس کے قریب ایک مسجد بھی بنوائی تھی۔ (۹۷) مرزا حارثی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بعض حضرات ان کا سالِ وفات ۱۰۶۱ھ بھی بتاتے ہیں (۹۸) جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ میر صاحب کے ایک اور معاصر شیخ کمال محمد سنبھلی مرید خواجہ خرد بن خواجہ باقی باللہ بھی تھے انہیں میر صاحب کا سال وصال حتمی طور پر معلوم نہیں تھا انہوں نے ''ہزار و پنجاہ و اندہ است'' لکھا ہے۔ (۹۹)

تصانیف:

میر محمد نعمان نے جس زمانہ (۹۷۷-۱۰۵۹ھ/ ۱۵۶۹-۱۶۴۹ء) میں پرورش پائی وہ علمی، دینی اور ادبی اعتبار سے مسلمانوں کا زریں دور تھا، سمرقند جہاں آپ کی ولادت ہوئی وہ اس دور میں دینی و علمی مرکز تھا، ہر طرف علماء، مشائخ اور شعراء مصروف کار تھے، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی طرح آپ بھی تلاش شیخ

میں خوب گھومے پھرے اہلِ علم وعرفان سے صحبت رہی، جن میں اکابر اہلِ علم ودانش شامل تھے، حضرت خواجہ خود شاعر اور مصنف تھے، صوفیہ میں اعلیٰ درجہ کا ادبی ذوق تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی تصنیف وتالیف اور شعرو ادب کا گہرا ذوق رکھتے تھے، حضرت کے وصال پر بہت سے اصحاب نے قطعات تاریخ لکھے جن میں خواجہ محمد ہاشم کشمی نے ۶۳ مادہ ہائے تاریخ اور میر محمد نعمان نے ۶۲ مادہ ہائے تاریخ وصال کہے تھے جو حضرات القدس میں منقول ہیں۔ (۱۰۰) حضرات القدس جیسی مثالی سوانح مولف نے میر محمد نعمان ہی کے امر پر تالیف کی تھی۔ (۱۰۱)

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان مرحوم نے میر محمد نعمان کا مؤلفہ ایک مختصر ''رسالہ سلوک'' حافظ مولانا محمد ہاشم جان مجددی کے کتب خانہ سے حاصل کر کے شائع کیا تھا۔ (۱۰۲) بظاہر اس رسالہ کا ذکر کسی تذکرہ نویس نے نہیں کیا، یہاں تک کہ آپ کے فرزند گرامی میر عبدالفتاح بھی اس سے ناواقف تھے، میر صاحب نے اس عہد کے طریقہ تالیف کے مطابق اس کے آغاز میں اپنا نام بھی بحیثیت مؤلف نہیں لکھا، جب تک کوئی معاصر ثبوت نہ مل جائے اس کا میر محمد نعمان سے انتساب مشکوک رہے گا۔

مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانی بنام میر محمد نعمان:

حضرت کے سب سے زیادہ مکاتیب آپ ہی کے نام ہیں، یعنی:

۱/ ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۷۳، ۲۰۴، ۲۰۹، ۲۲۴، ۲۳۱، ۲۳۸، ۲۴۶، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۸۱، ۳۱۲، ۲/ ۴،

۲۹، ۹۹، ۳/ ۱، ۴، ۵، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۵، ۱۸، ۱۹، ۲۱، ۲۶، ۳۰، ۳۶، ۴۹، ۱۰۲

آپ کو مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی سے خصوصی دلچسپی تھی، پہلی دو جلدوں کی تکمیل کے بعد انہیں خیال آیا کہ ان کے بعد لکھے جانے والے مکاتیب شریفہ بھی جمع کروانے چاہیں چنانچہ میر محمد نعمان نے اپنے مرید وداماد خواجہ محمد ہاشم کشمی کو اس کا امر فرمایا، خواجہ کشمی خود لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔معدن الایقان والعرفان ۔۔۔التماس نمودند کہ آں لآلی منثورہ را فراہم آوردہ دفینۂ جلد ثالث بروی کار آید، ما اجابت مقرون گشت ۔۔۔این کمترین بجمع مسودات ونقل آں از سواد بہ بیاض ممتاز گردید با تمام جلد ثالث درہماں سال کہ از لفظ ''ثالث''(۱۰۳) نیز معین است سرفراز شد۔''(۱۰۴)

سلاطین وامراء سے تعلقات:

جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ میر محمد نعمان ہندوستان تشریف لائے تو متعلقین کی کثرت کے

باعث تنگ دستی رہنے لگی، آپ نے بادشاہ کے ہاں نوکری کر لی، یہاں کون بادشاہ مراد ہے، ظاہر ہے یہ ملازمت آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ۔۔۔ کے حین حیات (۱۰۱۲ھ) کی، یہ ملازمت کس درجہ کی تھی، محض دعا گو کے طور پر ایسے اصحاب کو کچھ وظیفہ دے دیا جاتا تھا یا آپ نے حضرت خواجہ کے دو مخلص امیروں عبدالرحیم خان خانان اور میر مرتضیٰ خان فرید بخاری کی مصاحبت اختیار کی ہوگی۔ کتب تاریخ میں ان امور کی تفصیلات نہیں ملتیں لیکن جب امیر منصب دار نے حضرت خواجہ کے کثیر اہل وعیال کے ساتھ تنگ دستی کے باعث پریشان ہیں، جس پر حضرت خواجہ نے انہیں اس "چرک" سے آزاد رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ (۱۰۵)

میر صاحب کے سب سے زیادہ تعلقات عبدالرحیم خان خانان کے ساتھ تھے جس زمانہ میں انہیں خلافت دے کر برہانپور بھیجا گیا خانِ خانان اس دور میں دکن کا گورنر تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے ایک مکتوب بنام خانِ خانان میں میر صاحب کے متعلق لکھا ہے:

> "ان حدود (برہانپور) میں سیادت پناہ حقائق ومعارف آگاہ میر محمد نعمان کا وجود غنیمت ہے۔ میں ان کی دعا اور توجہ کو کبریت احمر سمجھتا ہوں کہ ان کی توجہات کی برکات وفیوض سے آپ کا وجود (منصب) قائم ہے اور میں ان کی توجہات کو آپ کے لیے غیر حاضری میں بھی ممد ومعاون تصور کرتا ہوں۔ ایک سال سے زیادہ ہوا کہ میر صاحب نے آپ کی خوبیاں غائبانہ طور پر مجھے لکھیں اور مجھ فقیر کے ساتھ آپ کو جو محبت ہے اس کا اظہار بھی کیا اور یہ بھی لکھا کہ اس علاقہ کی صوبہ داری کسی اور کو تفویض کیے جانے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے یہ وقت توجہ اور دستگیری کا ہے میں نے خط کے مطالعہ کے دوران توجہ کی تو آپ کو عالی قدر حالت میں دیکھا۔" (۱۰۶)

جامع مسجد برہانپور کی مرمت وتوسیع:

دکن پر فاروقی سلاطین کے آخری دور میں عادل شاہ چہارم (راجہ علی ۹۸۵۔۱۰۰۵ھ/۱۵۷۷۔۱۵۹۷ء) نے ایک وسیع مسجد کی تعمیر کا آغاز کیا، جس پر ۱۵۸۸ء تک کام ہوتا رہا۔ (۱۰۷) پھر وہ آگے نہ بڑھ سکا، صرف منصوبہ کی حد تک اس کی تعمیر ہو سکی، اس کی تکمیل جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ (۱۰۸)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۱۸ھ/۱۶۰۹ء کو جب میر محمد نعمان کو حضرت مجدد الف ثانی نے خلافت دے کر برہانپور میں متعین کیا تو وہ شہر کی اسی مسجد میں آ کر ٹھہرے اور دعوت وارشاد کا آغاز کیا، میر صاحب کے زمانہ میں یہ مسجد شکست وریخت کا شکار ہو چکی تھی، مرزا عبدالرحیم خانِ خانان کو دکن کے معاملات کے لیے بھیجا گیا

کیوں کہ مغلوں کو وہاں کے حاکموں کے ہاتھوں شکست کا سامنا تھا، خانِ خانان ۱۰۱۶ھ/ ۱۶۰۸ء کو برہانپور پہنچا، کئی مہمات میں کامیابی ہوئی لیکن اس کے دشمن مسلسل جہانگیر کے کان بھرتے رہے، یہاں تک کہ اُسے واپس بلا لیا گیا، تحقیق احوال کے لیے امراء کو متعین کیا گیا، اسے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ اس میں خانِ خانان کا قصور نہیں تھا اُسے ۱۰۲۱ھ/ ۱۶۱۲ء کو مزید ترقی دے کر دکن کی فتح کی تکمیل کے لیے روانہ کیا گیا۔(۱۰۹) حضرت مجدد الف ثانی کے منقولہ بالا مکتوب (۲/ ۶۲) میں اس کی صوبہ داری دکن سے معزولی اور پھر مکاشفہ میں اُس کا دوبارہ زیادہ شان کے ساتھ ظاہر ہونے کا اسی طرف اشارہ ہے گویا حضرت کا یہ مکتوب مذکورہ سنہ میں تحریر کیا گیا ہے۔

خانِ خانان میر محمد نعمان کا بہت احترام کرتا تھا اُسے ان پر کامل اعتماد تھا، آپ نے خان سے کہا کہ برہانپور کی اس عظیم مسجد کی مرمت اور تکمیل کرنی چاہیے، معاصر مورخ عبدالباقی نہاوندی کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

> ''مسجد جامع ایں شہر (برہانپور) عمارتی است عالی و بنائی متعالی واز آثار عجیبۂ غریبہ کہ دریں ولایت ہست، بہتر از عالی بنا چیزی نیست، وصفۂ وسیع منیع کہ با عرصہ سماوات دم مساوات بزند، در پیش طاق آں ساختہ بودند، و بمرور ایام بسان بنای عمر ظملہ منہدم و ویران شدہ بود بساختن وتعمیر امر فرمودند، و بنوعی باتمام رسید کہ زبان قلم مسکور للسان از تعریف وتوصیف آں عاجز ست، وگویا روزگار بواسطۂ اینش خراب ساختہ بود کہ بہتر از اول تمام شود، واکثر شکست و ریخت ایں مسجد بسعیٔ سیادت پناہ قدوۃ السالکین امیر نعمان بدخشی کہ از جملہ درویشان صاحبِ سلوک حال است، وازیں مسجد می باشد و برخوان احسان ایں سپہ سالار با جمعی کثیر موظف انداز عین المال سپہ سالار تعمیر شد، وہمہ روزہ جمعی از صلحاء وعباد وزہاد درآں جا بعبادت مشغولی می جویند ودعای دولتش می گویند۔''(۱۱۰)

اس طویل اقتباس سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

۱۔ یہ مسجد برہانپور کے آثار عجیبہ میں سے ہے۔

۲۔ اس میں ایک وسیع وعریض صفہ تعمیر کیا گیا۔

۳۔ مرور ایام سے اس کے بہت سے حصوں کو نقصان پہنچا تھا۔

۴۔ خانِ خانان نے اس کی تعمیر نو کا حکم دیا۔

۵۔ جب وہ تیار ہوگئی تو زیب وزینت میں اس کی مثال نہیں ہے۔

۶۔ اس مسجد کے خراب حصوں (شکست وریخت) کی مرمت سیادت پناہ قدوۃ السالکین امیر نعمان بدخشی نے خود کروائی تھی۔

۷۔ موصوف اسی مسجد میں مقیم تھے۔

۸۔ اس کی تعمیر خانِ خانان کے مال سے کی گئی۔

۹۔ اس وقت سے بہت سے صلحاء، عباد اور زہاد وہاں عبادت میں مشغول اور خان کے لیے دعا گو ہیں۔

یہ عالی شان مسجد جواب بھی موجود ہے اور برطانوی دور کے ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی توجہ کا مرکز رہی ہے اس کے محرابی کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ۹۹۷ھ/۱۵۸۸ء کو تعمیر ہوئی پھر ۱۹۶۱ء کو اس کے کتبات کے عکس بھی شائع کیے گئے۔[۱۱۱] کتبہ شناسی کی اس رپورٹ میں ایسا کوئی کتبہ موجود نہیں ہے جو عبدالرحیم خانِ خانان کے دورِ نظامت کا ہو اور اس میں میر محمد نعمان بدخشی کی مرمت وتوسیع کا ذکر کیا گیا ہو۔ یہاں اس کے کتبات کا عکس اسی ادارہ کی شائع کردہ سمری سے ماخوذ ہے۔

○○○

مآخذ

مخطوطات:

۱۔ عبدالفتاح بن محمد نعمان بدخشی: مفتاح العارفین (تذکرۂ علماء صوفیہ بلحاظ سنین) ذخیرۂ شیرانی، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور نمبر

۲۔ محمد ہاشم کشمی: رسائل خواجہ کشمی، مملوکہ شیخ ابوالخیر عبداللہ جان، پشاور

۳۔ بدرالدین سرہندی، شیخ: حضرات القدس، جلد اول، کتاب خانہ لاہور میوزیم، لاہور

۴۔ ایضاً: سنوات الاتقیاء، ذخیرۂ مولانا غلام محی الدین قصوری، قصور

۵۔ کمال محمد سنبھلی: اسراریہ (تذکرہ علماء وصوفیۂ برصغیر)، کتب خانہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

مطبوعات:

۶۔ باقی باللہ، خواجہ: کلیات، مرتبہ ابوالحسن زید فاروقی وبرہان احمد فاروقی، لاہور: ۱۹۶۷ء

۷۔ صفر احمد معصومی: مقامات معصومی مرتبہ محمد اقبال مجددی، لاہور: ۲۰۰۴ء

۸۔ خواجہ کلاں، عبیداللہ: زادالمعاد (تذکرۂ خواجہ حسام الدین احمد) مرتبہ محمد اقبال مجددی، گوجرانوالہ: ۲۰۱۳ء

۹۔ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، کانپور: ۱۳۰۰ھ

۱۰۔ محمد صادق ہمدانی کشمیری: طبقات شاہ جہانی، مرتبہ محمد اسلم خان، دہلی: (طبقہ نہم دہم)

۱۱۔ محمد ہاشم کشمی: نسمات القدس، اردو ترجمہ از محبوب واسطی، سیالکوٹ: ۱۴۱۰ھ

۱۲۔ مجدد الف ثانی، احمد سرہندی: مکتوبات مرتبہ نور احمد امرتسری، استنبول،

۱۳۔ عطاء الرحمٰن ابوالعلائی: کیفیت العارفین، آگرہ

۱۴۔ اختر محمد خان: جواہر ہاشمیہ (تذکرہ خواجہ محمد ہاشم کشمی)

۱۵۔ حارثی، محمد بن رستم: تاریخ محمدی مرتبہ نثار احمد فاروقی، رام پور

۱۶۔ راشدی، حسام الدین: تکملہ تذکرہ شعرای کشمیر از اصلح، لاہور

۱۷۔ محمد اسلم پسروری: فرحت الناظرین ترجمہ وحواشی از ایوب قادری، کراچی

۱۸۔ مستعد خان، محمد ساقی: مآثر عالمگیری، کلکتہ

۱۹۔ بختاور خان: مراۃ العالم (تاریخ عہد اورنگ زیب عالمگیر) مرتبہ ساجدہ علوی، لاہور: ۱۹۷۹ء

۲۰۔ محمد اعظم دیدہ مری: تاریخ کشمیر، مرتبہ مفتی محمد سعادت، سری نگر: ۱۳۵۵ھ

۲۱۔ ایضاً: واقعات کشمیر ترجمہ وحواشی از شمس الدین احمد، سری نگر

۲۲۔ عبداللہ بدخشی: ارمغان بدخشان، مرتبہ، فریدیشن، تہران: ۱۳۸۵ھ ش

23. Athar Ali: Apparatus of Empire, Delhi, 1985

24. Rizvi, S.A.A: History of Sufism, Delhi, 1986

25. Brown, P:Indian Architecture(Islamic period)

26. Haig, W: Camberidge history of India,(Vol.4)

27. Naick C.R Abdul Rahim Khan-i– Khanan and his literary circle

28. Rahim, S.A: Inscription of Farooqi Kings from Burhanpur, Epigraphia Indian arabic and Persian supl. 1961,ed.Z.A.Dezai, Delhi, 1962

حواشی

۱۔ عبدالفتاح: مفتاح العارفین، خطی نسخہ ذخیرۂ شیرانی، دانش گاہ پنجاب، لاہور ورق:

۲۔ ان کا لقب بلبل شاہ اس لیے پڑا جب آپ قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو بلبلیں جمع ہو کر سنتیں اور کئی ایک اس پرسوز لہجہ کے باعث مرجاتیں۔ حضرت سید شرف الدین بلبل شاہ ہندو راجہ کشمیر رنچن (رنچو) کے زمانہ حکومت (۱۳۲۰ء سے ۱۳۲۳ء) کشمیر آئے۔ یہ راجہ ان ہی کے ہاتھوں مسلمان ہوا اور سید بلبل شاہ نے کشمیر میں اسلام کی تبلیغ کا آغاز کیا۔ بہت جلد راجہ کے زیر حکمران طبقہ اور عوام نے اسلام قبول کرلیا۔ راجہ ہی نے آپ کے لیے کشمیر میں خانقاہ تعمیر کروائی۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد اعظم، دیدہ مری: تاریخ کشمیر، واقعات کشمیر ترجمہ وحواشی تاریخ کشمیر از شمس الدین احمد، سری نگر، ۲۰۱۱ء، ص ۶۵۳، ۹۶۳

۳۔ (حاشیہ مدحاضر) عبدالفتاح: مفتاح

۴۔ ایضاً، ۲۴۴ب

۵۔ زبدۃ المقامات ۳۲۷

۶۔ حضرات القدس ۲/ ۲۹۹

۷۔ عبدالفتاح: مفتاح ۲۴۴۔ا

۸۔ زبدۃ المقامات ۳۲۷

۹۔ حضرات القدس ۲/ ۲۹۹

۱۰۔ کشم: بدخشان کے شہروں میں سے کشم ایک خوبصورت مرکزی علاقہ ہے (ارمغانِ بدخشاں تالیف شاہ عبداللہ بدخشی ۲۲۱ حاشیۂ مرتب) بدخشان کا بڑا حصہ اس وقت افغانستان میں ہے، اس کے سرحدی حصے روس اور پاکستان کے کنٹرول میں ہیں۔

۱۱۔ زبدۃ المقامات ۳۲۷، حضرات القدس ۲/ ۲۹۹

۱۲۔ مفتاح العارفین ۲۲۷ب

۱۳۔ ایضاً، ۲۲۷ب

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ سنوات الاتقیاء کا خطی نسخہ انڈیا آفس لائبریری، لندن میں ہے۔

۱۶۔ مفتاح، ۲۲۷ب

۱۷۔ شیخ قاسم کرمینی، ۱۵۰۷۔۱۵۷۸ء، کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو:
محمد ہاشم کشمی: نسمات القدس ۲۰۸۔۲۱۶ (اردو ترجمہ)، کشمی: رسالہ در حالات شیخ قاسم، (قلمی)، زندہ علی، مفتی: ثمرات المشائخ، خطی نسخہ مخزونہ البیرونی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، تاشکند نمبر ۱۳۳۶ء

۱۸۔ زبدۃ المقامات ۳۲۷، حضرات القدس ۲/ ۲۹۹، مفتاح، ۲۴۴۔ا

۱۹۔ ایضاً

۲۰۔ ایضاً

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ بدایوانی، عبدالقادر: منتخب التواریخ ۲/ ۲۴۴ (مطبوعہ تہران)

۲۳۔ زبدۃ المقامات ۲۲۷۔۲۲۸، حضرات القدس ۲/ ۳۰۰، مفتاح ۲۲۸۔ا

۲۴۔ ایضاً (خواجہ محمد ہاشم کشمی کو سہو ہوا ہے کہ میر بزرگ بلادِ کشم میں دفن ہوئے، زبدۃ ۲۲۷، ہم نے خاندانی روایت کو ترجیح دی ہے)

۲۵۔ مفتاح ۲۴۴۔ا

۲۶۔ بدرالدین سرہندی: حضرات القدس ۲/ ۲۹۹، زبدۃ المقامات ۲۲۸، مفتاح ۲۴۴ب

۲۷۔ مفتاح، ۲۴۴ب

۲۸۔ اسراریہ ۷۶، زادالمعاد ۴/ ۲۱۰

۲۹۔ زبدۃ، ۲۲۸

۳۰۔ حضرات ۲/ ۳۰۰، مفتاح، ۲۴۴ب

۳۱۔ ایضاً

۳۲۔ کلیاتِ خواجہ باقی باللہ، ۲۰۔۲۱ (زادالمعاد ۱/ ۸۶)

۳۳۔ زبدۃ، ۳۲۸، امیر عبداللہ بلخی سے سلسلہ کی نعمت حاصل ہوئی تھی۔ (مفتاح، ۲۴۴ب)

۳۴۔ مقامات معصومی ۴/ ۴۸۔۵۰، زادالمعاد، ۱/ ۲۴۸، زبدۃ المقامات میں ہے کہ امیر بلخی کے روحانی اشارہ پر میر محمد نعمان ہندوستان آئے، شیخ جنید : شیخ، ۳۰۰، ۷: ۱۰: خ: ۶۰۰، ج: ۳، ن: ۵۰، ۱۰۔۷۔۴=۹۷۷ھ

۳۵۔ ایضاً

۳۶۔ مفتاح، ۲۴۴ب

۳۷۔ حضرات ۲/ ۳۰۱

۳۸۔ ڈاکٹر اطہر علی نے منصب داروں کی جو فہرستیں مرتب کی ہیں ان میں میر محمد نعمان بدخشی نام کی کسی شخصیت کا ذکر نہیں ہے، دیکھئے: Apparatus of Empire

۳۹۔ مفتاح، ۲۴۴ب

۴۰۔ ایضاً

۴۱۔ زبدۃ المقامات، ۳۳۰

۴۲۔ ایضاً، حضرات القدس ۲/ ۳۰۲

۴۳۔ ایضاً

۴۴۔ حضرات القدس ۲/ ۳۰۲، زبدۃ المقامات ۳۳۱

۴۵۔ ایضاً

۴۶۔ ایضاً

۴۷۔ حضرات القدس ۲/ ۳۰۲

۴۸۔ مکتوبات ۱/ ۲۴۶، حضرات القدس ۲/ ۳۰۲

۴۹۔ مکتوبات ۱/ ۲۳۸

۵۰۔ حضرات القدس ۲/ ۳۰۵

۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ مقالہ حاضر تحت عنوان ملازمت

۵۳۔ طبقات شاہ جہانی ۱۰/۲۸، یہاں ڈاکٹر اطہر عباس رضوی کو غلط فہمی ہوئی ہے انہوں نے لکھا ہے کہ یہ معلوم نہیں ہے کہ برہانپور میں خواجہ محمد ہاشم نے میر محمد نعمان کے ساتھ روحانی تعاون کیا یا میر صاحب واپس سرہند چلے گئے، (History of Sufism Vol:2, P226) حالانکہ طبقات کی واضح معاصر شہادت موجود ہے کہ میر صاحب انہیں اپنا قائم مقام بنا کر اکبر آباد گئے۔

۵۴۔ زبدۃ المقامات ۳۲۸

۵۵۔ حضرات القدس ۲/۳۰۱

۵۶۔ مفتاح العارفین ۱۵۲۔ا

۵۷۔ اسراریہ ۱۷۳

۵۸۔ مرآۃ العالم ۱/۲۲۸۔

۵۹۔ مستعد خان، محمد ساقی: مآثر عالمگیری ۲۸

۶۰۔ مرآۃ العالم ۱/۲۲۸

۶۱۔ مآثر الامراء م ۱/۱۱۹

۶۲۔ مفتاح العارفین ۲۵۴ ب

۶۳۔ مکتوبات ۳/۴۴

۶۴۔ مفتاح العارفین، ۲۵۶ ب

۶۵۔ مفتاح العارفین ۲۵۶، ا

۶۶۔ مکتوبات ۱/۱۷۹

۶۷۔ مکتوبات ۳/۳۴

۶۸۔ ایضاً، ۱/۱۹۰

۶۹۔ مفتاح العارفین (آغاز)

۷۰۔ ایضاً ۲۵۴ ب، ۲۵۶۔ا

۷۱۔ مکتوبات معصومیہ ۳/۲۵/۵۴۔۵۵

۷۲۔ مفتاح العارفین

۷۳۔ ایک نسخہ ذخیرۂ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، دوسرا دارالعلوم دیوبند میں ہے۔

۷۴۔ زبدۃ المقامات ۱۳۰ ابفانی متن میں سہو کتابت ہے

۷۵۔ ایضاً ۱۹

۷۶۔ مفتاح ۲۳۸۔ا

۷۷۔ نقد عمر ۵۳

۷۸۔ جواہر ہاشمیہ ۴۴۔۴۵ (تعجب ہے کہ مولوی اختر محمد خان رام پوری نے بغیر کسی حوالہ کے خواجہ کشمی کی شادی دہلی کے معزز خاندان میں ہونے کا ذکر کس طرح کر دیا، جبکہ آپ خود ہی میر محمد نعمان، داماد بتا رہے ہیں (زبدۃ ۱۹) خواجہ کشمی کے چار عریضے میر محمد نعمان کے نام ان کے مجموعہ مکاتیب میں موجود ہیں ورق ۵۲۔۵۹

۷۹۔ مفتاح العارفین ۲۴۲۔ا، ب (میر الفتاح نے ان کی ایک نعتیہ رباعی بھی نقل کی ہے)

۸۰۔ ایضاً، ۲۵۲۔ا، ب

۸۱۔ تفصیل بیان کی جا چکی ہے

۸۲۔ آپ کے فرزند میر عبد الفتاح نے ان تینوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں خلیفہ و داماد لکھا ہے۔

۸۳۔ مفتاح العارفین ۲۵۱۔ا

۸۴۔ ایضاً، ۲۵۔ا

۸۵۔ ایضاً، ۲۵۸۔ا

۸۶۔ مفتاح ۲۵۹۔ا

۸۷۔ ایضاً، ۲۰۹۔ب

۸۸۔ مکتوبات ۱/ ۲۳۸

۸۹۔ مرآۃ العالم ۲/ ۶۸۰

۹۰۔ مآثر الامراء ۱/ ۲۱۶/ ۲۱۸

۹۱۔ مختلف تذکروں کے اقتباسات کے لیے دیکھئے تذکرہ شعرای کشمیر ۴/ ۱۶۶۵۔۱۶۷۰

۹۲۔ حضرات القدس ۲/ ۲۹۹

۹۳۔ مفتاح العارفین ۲۴۶ب

۹۴۔ تاریخ محمدی ۲/ ۵/ ۲۸۲

۹۵۔ دیکھئے عکس کتبہ

۹۶۔ مرقعٔ اکبر آباد بحوالہ حاشیۂ محمد ایوب قادری بر فرحت الناظرین ۱۹۶

۹۷۔ مآثر الامراء ۱/ ۲۱۸

۹۸۔ تاریخ محمدی ۲/۵/۲۸۲

۹۹۔ اسراریہ (تالیف حدود ۱۰۷۴ھ) ص، ۱۷۲، اندر عدد مجہول از سہ تانہ (فرہنگ عمید)

۱۰۰۔ حضرات القدس ۲/۲۱۷

۱۰۱۔ ایضاً ۲/۳۱۱

۱۰۲۔ رسالہ سلوک مع (رسالہ) مشائخ طرق اربعہ منسوب خواجہ باقی باللہ، حیدرآباد، سندھ، ۱۹۶۹ء

۱۰۳، یعنی ''ثالث'' ۱۰۳۱ھ

۱۰۴۔ رسالہ روداد تدوین مکتوبات ۳۴ب، مشمولہ رسائل کشمی قلمی۔

۱۰۵۔ تفصیل بیان کی جاچکی ہے

۱۰۶۔ مکتوبات ۲/۶۲

107. Brown, p: Indian architecture(Islamic period)

108. Haig, c.w ed P-79Cambridge History of India 4/575

۱۰۹۔ خانِ خانان کے دکن کے معمولات کی اصلاح کے اقدامات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو:

Naik, C.R: Abdu'r Rahim Khan-i-Khanan and his Literary circle, pp.160-168

توزک جہانگیری مرتبہ سرسید احمد خان، ص ۱۰۷، وبہ بعد

۱۱۰۔ مآثر رحیمی ۲/۶۰۳

111. Rahim, S.A: Inscriptions of farooqi kings from Burhan. Epigraphic Indian Arabic and Persian supl. 1961,ed.Z.A.Desai Delhi, 1962.pp. 53-54

ooo